© rasailojaraid.com

دارالافتاء

شیخ الحدیث حافظ ثناءاللہ مدنی

❑ نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت پر اعتراضات کا جائزہ

❑ سجدۂ قرآن اور نماز میں سجدۂ قرآنی کی دعا، مسئلہ وراثت

☆ ماہنامہ 'محدث' اور ہفت روزہ 'الاعتصام' مؤرخہ ۱۵/دسمبر ۲۰۰۰ء میں جنازہ کے بعد مروّجہ دعا کے سلسلہ میں حنفی، بریلوی فتویٰ کے تعاقب میں میرا ایک فتویٰ شائع ہوا۔ اس میں ضمناً جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قرأت کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا۔ اس پر اسلام آباد سے محترم ابوبکر صدیق صاحب بایں الفاظ معترض ہیں:

> ''بخاری میں اس سلسلہ کی کوئی مسند روایت کہاں ہے؟ اس بات کے ضعف کا آپ کو اندازہ تھا، اس لئے گول مول الفاظ استعمال کرکے قارئین کو یہ تاثر دیا گیا گویا بخاری میں کوئی مرفوع حدیث اس سلسلہ میں موجود ہے۔ اگر اس باب میں مرفوع حدیث ہوتی تو بحوالہ ابن حجر حضرت ابوہریرہؓ اور ابن عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابہ قراءتِ فاتحہ کیوں نہ کرتے؟''

قارئین کرام! اس وقت بنیادی طور پر اس بات کا جائزہ لینا مقصود ہے کہ کیا نمازِ جنازہ میں قراءۃ فاتحہ ثابت ہے یا نہیں؟

(۱) پہلے صحیح بخاری میں باب قراءۃ فاتحة الکتاب علی الجنازة کے تحت مشارالیہ حدیث ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ

> ''انہوں نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی، جس میں سورۃ فاتحہ پڑھی اور فرمایا (میں نے فاتحہ اس لئے پڑھی ہے) تاکہ تم جان لو کہ جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا سنت ہے'' ...... اور حاکم کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے ایک جنازہ میں الحمد جہر سے پڑھی، پھر فرمایا: میں نے جہر سے اس لئے پڑھا ہے تاکہ تم لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ جنازہ میں الحمد پڑھنا سنت ہے۔''

(۲) اور حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ نمازِ جنازہ میں سنت یہ ہے کہ نمازی سورۂ فاتحہ پڑھے اور رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجے، پھر میت کے واسطے اِخلاص کے ساتھ دعا کرے اور قراءت صرف ایک ہی مرتبہ کرے، پھر سلام پھیرے۔ ملاحظہ ہو کتاب فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ اور المنتقی ابن جارود۔ حافظ ابن حجرؒ نے کہا ہے کہ اس حدیث کے راوی صحیحین کے روای ہے کذا فی النیل۔

(۳) امام عبدالرزاق اور نسائی رحمہما اللہ نے حضرت ابواُمامہؓ سے بیان کیا ہے کہ ''نمازِ جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ نمازی اللہ اکبر کہے پھر سورۂ فاتحہ پڑھے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پھر میت کے لئے اِخلاص کے ساتھ دعا کرے اور قراءت صرف پہلی تکبیر میں کرے''۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ إسناده صحيح ''اس کی سند صحیح ہے''۔

(۴) سنن ترمذی میں مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے ایک جنازہ پڑھایا تو فاتحہ پڑھی۔ طلحہ بن عبداللہ بن عوف کہتے ہیں کہ میں نے اس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا "إنه من السنة أو من تمام السنة" کہ نمازِ جنازہ میں فاتحہ سنت ہے، یا اس سے سنت کی تکمیل ہوتی ہے۔''

پھر یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ جنازہ کو نماز سے موسوم کیا گیا ہے جس کی دلیل نبی اکرم ﷺ کے یہ فرامین ہیں: "من صلى على الجنازة....."، "صلوا على صاحبكم"، "صلوا على النجاشي" امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ نے اسے نماز کہا ہے حالانکہ اس میں رکوع ہے نہ سجود، اس میں کلام نہ کرے اور اس میں تکبیر اور تسلیم ہے۔''

پھر یاد رہے کہ حضرت عبادہ بن صامتؓ کی صحیح حدیث "لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب" کا عموم نمازِ جنازہ کو بھی شامل ہے۔

اس بحث میں جو اہم شے قابل التفات ہے، وہ یہ ہے کہ صحابی کا کسی فعل یا عمل کو سنت قرار دینے سے کیا وہ واقعی سنتِ نبوی قرار پائے گا؟ اس سے متعلق امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

وأصحاب النبي لا يقولون بالسنة والحق إلا لسنة رسول الله ﷺ، إن شاء الله

''نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرامؓ سنت اور حق کا اطلاق صرف سنت رسول ﷺ کیلئے ہی کرتے تھے''

اور امام نووی نے المجموع (۲۲۴/۵) میں اسی کو صحیح مذہب قرار دیا اور کہا ہے کہ اصول میں ہمارے اصحاب میں سے جمہور علماء اور دیگر اُصولی اور محدثین اسی بات کے قائل ہیں۔ محقق علامہ ابن ہمامؒ حنفی نے التحریر میں اسی بات کو قطعی قرار دیا ہے۔ اس کے شارح ابن امیر حاج کہتے ہیں: ہمارے متقدمین اصحاب کا یہی قول ہے۔ صاحبِ میزان، رافع اور جمہور محدثین نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (۲۲۴/۲)

پھر تعجب کی بات یہ ہے کہ اثباتِ سنت کے باوجود حنفیہ کا اس صحیح حدیث پر عمل نہیں حالانکہ ان کے اصول کے مطابق ہے۔ موطأ امام محمد میں ہے: "لا قراءة على الجنازة وهو قول أبي حنيفة" جنازہ میں عدمِ قراءت ہے اور امام ابوحنیفہ کا یہی قول ہے۔ متاخرین حنفیہ نے جب بنظر غائر اسی کو صحیح پایا اور صحیح حدیث کے مقابلہ میں اپنے مسلک کو مرجوح دیکھا تو اس کی تاویل انہوں نے اس طرح کی کہ فاتحہ کی قراءت کا جواز تو ہے بشرطیکہ نمازی دعا اور ثنا کی نیت کرے۔ یہ محض اس زعم کی بنا پر ہے کہ حدیث اور قولِ امام میں تطبیق ہوسکے۔ گویا کہ امام صاحب کا قول دوسری ایک حدیث ہے حالانکہ یہ شرط (تاویل) فی نفسہ باطل ہے۔ جب ایک حدیث ثابت ہے تو پھر عمل اسی پر ہونا چاہئے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دوسری عجیب بات یہ ہے کہ حنفیہ کے ہاں تکبیر اولیٰ کے بعد نمازِ جنازہ میں ثنا پڑھنا جنازہ کی سنتوں میں شمار ہوتا ہے حالانکہ سنت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ ملاحظہ فرمایئے کہ جو شے ثابت ہے، احناف اس کا انکار کرتے ہیں اور جو ثابت نہیں، اس کے اثبات کی ناکام سعی کرتے ہیں تلك إذا قسمة ضیزی! علامہ ابن ہمام فتح القدیر (۱/۴۵۹) میں لکھتے ہیں کہ

''جنازہ میں فاتحہ نہ پڑھی جائے اِلا یہ کہ ثنا کی نیت ہو، قراءت رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں۔''

عجب تضاد ہے، خود ہی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ صحابی کا قولِ 'سنت' مسند مرفوع کے حکم میں ہے جس کا نبی ﷺ تک اتصال ہوتا ہے جیسا کہ ابھی گزرا ہے پھر خود ہی اس قاعدہ کو مقامِ بحث میں ترک کردیا ہے۔

نیز ہدایہ میں ہے کہ میت کی چارپائی اُٹھاتے ہوئے چاروں اَطراف سے پکڑا جائے۔ سنت میں اسی طرح آیا ہے۔ علامہ ابن ہمام نے اس پر دلیل یہ قائم کی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: جو جنازہ کے پیچھے لگا، اسے چاہئے کہ سب طرفوں سے پکڑے فإنه من السنة ، فوجب الحكم بأن هذا هو السنة ''سنت طریقہ یہی ہے (ابن ماجہ، بیہقی) یعنی اس طریقہ کار کو اختیار کرنا ہی سنت ہے۔''

غور فرمایئے کہ حضرت ابن مسعودؓ کے قول من السنة کو یہاں مرفوع کے حکم میں قرار دیا ہے جبکہ ابن عباسؓ کے قول إنها سنة سے عدمِ اعتناء کا مظاہرہ کیا ہے۔ اسے مذہبی تعصب کے علاوہ اور کیا نام دیا جاسکتا ہے؟ جبکہ اثر ابن مسعودؓ منقطع ہے اور ابن عباسؓ کا اثر صحیح بخاری وغیرہ میں۔

محترم! اب آپ خود ہی فیصلہ کیجئے کہ اتنے بڑے محقق کی بات پر تعجب کا اظہار نہ کیا جائے تو اور کیا جائے؟ مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ قلم سے بعض سخت جملے صادر ہوئے۔ عافاني الله۔ لیکن بنظر انصاف حقائق تک رسائی حاصل کرنا سب کا فرض ہے۔ حنفی علماء میں علامہ عبدالحئ لکھنویؒ کافی حد تک انصاف پسند گزرے ہیں۔ عمدۃ الرعایہ (۱/۲۵۳) میں انہوں نے جنازہ میں فاتحہ پڑھنے کے مسلک کو دلیل کے اعتبار سے قوی قرار دیا ہے اور موطأ امام محمد کے حاشیہ میں رقم طراز ہیں کہ

''فاتحہ پڑھنا ہی اولیٰ ہے کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہؓ سے ثابت ہے۔''

بلکہ انہوں نے یہاں تک کہا ہے کہ متاخرین علماءِ احناف نے جو جنازہ میں فاتحہ پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے تو علامہ حسن الشرن بلالی نے اس کی تردید میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے: النظم المستطاب بحکم القراءة فی صلاة الجنازة بأم الکتاب (التعلیق الممجد: ص ۱۶۵)۔

اور جن علماءِ احناف نے فاتحہ پڑھنے کی تاویل یوں کی ہے کہ بطورِ ثنا فاتحہ پڑھی جائے، ان کی تردید میں مولانا لکھنوی فرماتے ہیں کہ اگر اس قسم کی تاویلات کا دروازہ کھول دیا جائے تو بہت سی مسنون قراءات بھی ختم ہوکر رہ جائیں گی۔ پھر یہ دعویٰ فی نفسہٖ باطل ہے کیونکہ نیت کا تعلق تو باطن سے ہے جس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پر نیت کرنے والے کے بتلائے بغیر مطلع ہونا ممکن نہیں۔ (غیث الغمام: ص ۳۱۸)

دوسری طرف حضرت ابوہریرہؓ اور ابن عمرؓ بلاشبہ جلیل القدر صحابہ ہیں۔ لیکن مسند روایات کے مقابلہ میں ان کے اَقوال کو اختیار کرنا دن کی روشنی میں چراغ جلانے کے مترادف ہے۔ ویسے بھی صحابہ کرام کئی طرح سے عنداللہ معذور ہیں لیکن واضح دلائل ثابت ہونے کے بعد ہمارے لئے کوئی عذر باقی نہیں رہ جاتا۔

تعجب خیز بات یہ ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ جن پر فقہ حنفی کا انحصار ہے، وہ بھی جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کے قائل ہیں۔ ان کے قول پر تو عمل نہیں کرتے دوسری طرف احناف حضرت ابوہریرہ کو تو غیرفقیہ قرار دیتے ہیں (جیسا کہ نورالانوار میں ہے) اس کے باوجود جنازہ میں فاتحہ پڑھنے کے سلسلہ میں ان کی بات کو تسلیم کرتے ہوئے ان کا 'غیرفقیہ' ہونا انہیں نظر نہیں آتا۔ احناف کے ہاں ان دو صحابہ کی اگر اتنی ہی عظمت ہوتی جتنی ظاہر کررہے ہیں تو وہ انکی رِوایات کو کبھی ردّ نہ کرتے حالانکہ واقعات اس کے خلاف ہیں۔ حديث المصراة، حديث التسبيع اور أحاديث رفع اليدين وغیرہ اس امر کے واضح شواہد ہیں۔

احناف کی نماز جنازہ کو 'جھٹکا' سے تعبیر کرنا اگرچہ کسی حد تک سخت جملہ ہے لیکن امر واقعہ یہی ہے کہ نمازِ جنازہ میں یہ طرزِ عمل جہاں خلافِ سنت ہے وہاں میت سے عدم اعتنائی کا مظہر بھی ہے۔

اب آخری بات یہ ہے کہ میرا تعاقب چونکہ ایک خاص مکتبِ فکر کے حاملین سے متعلق تھا۔ ظاہر ہے اس کے حقیقی مخاطب وہ لوگ ہیں جو اس بدعت کے موجد ہیں نہ کہ جملہ اَحناف، اگرچہ فقہی مسلک میں دیوبندی اور بریلوی سب متفق ہیں۔ مجھے قوی اُمید ہے کہ یہ چند گزارشات آپ کی تشفی کے لئے کافی ہوں گی۔ اللہ ربّ العزت ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین!

☆ سوال: ۱۔ عملی زندگی میں فقہ حنفی پر عامل میاں بیوی جب حنفی طلاق سے متاثر ہوجائیں تو حلالہ کی لعنت سے بچنے کے لئے مجبوراً کسی اہلحدیث سے فتویٰ حاصل کرکے اپنی مطلب براری کرلیتے ہیں اور اپنے عقیدہ یا عمل میں کوئی تبدیلی کرنے پر تیار نہیں ہوتے۔ یہ رجوع شریعت کی نظر میں کیسا ہے؟

۲۔ کچھ لوگ ایسے معروف ہوتے ہیں کہ سیاسی، سماجی حیثیت میں بہت مقبول ہوتے ہیں۔ ہر مسلک کے لوگوں سے ان کے تعلقات استوار ہوتے ہیں۔ ان کا کوئی عزیز فوت جائے تو بلاتمیز مسلک و عقیدہ لوگ اس جنازہ میں صرف تعلقات نبھانے کی خاطر چلے جاتے ہیں۔ اس طرح کے جنازہ میں اہل علم وشعور کو شامل ہونا چاہئے یا نہیں؟

۳۔ رکوع میں تسبیحاتِ مسنونہ کے علاوہ کوئی دوسری دعا مانگ لینا کیسا ہے، سجدہ میں قرآنی دعا مانگے یا نہ؟

۴۔ نماز میں سجدۂ تلاوت آجائے تو کتنے سجدے کرنے ہیں۔ مسنونہ دعا کے علاوہ کوئی دوسری دعا مانگ لینے کا کوئی حرج تو نہیں۔ امام اپنی ضرورت کی کوئی دعا فرض نماز کے سجدہ میں مانگے تو خیانت تو نہیں بن جائے گی؟

© rasailojaraid.com